جماعت احمدیہ اِصلاح پسند میں شمولیت اختیار کرنے والی ایک جُرات مند خاتون کی اِیمان اَفروز آپ بیتی

معزز قارئین کرام!میرا تعلق ایک غیر احمدی گھرانے سے تھا۔ یہ ایک طویل داستاں ہے۔ کہ کس طرح دنیاوی مصائب کی چکی سے گزرنے کے بعد خدائے بزرگ و بر تر نےمحض اپنے فضل سے مجھے احمدیت کا راستہ دکھایا۔ جو مصیبت زدوں پر اپنے رحم کی چادر ڈال دیتا ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ مجھے کسی طرح انٹر نیٹ پر حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھنے کا موقعہ ملا۔ ان میں حقانیت کی ایسی کشش پائی۔ کہ تمام روحانی خزائن کو پڑھ ڈالا۔ اور میرے دل نے گواہی دی۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد اللّٰہ کے سچے مرسل ہیں۔ اور وہی مہدی معہود ھیں۔ جن کا حضرت محمد ﷺ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا ذکر شوہر سے اور گھر والوں سے کیا بس پھر کیا تھا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ میرے شوہر کے بھائیوں نے میرے خلاف میرے شوہر کو بہت بھڑکایا کہ تمہاری بیوی تو کافر مرزائن ہے۔ تمہارا نکاح فاسد ہو گیا ہے۔ حتّٰی کہ میرے والدین کی طرف جا کر انہیں بھی کہتے پھرے کہ اپنی بیٹی کو سمجھائے کہ گھر کا ماحول خراب نہ کرے۔ ہمارے بھی بچے ہیں ان کی پرورش پہ اثر ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہم میاں بیوی میں بہت اختلافات بڑھ گئے۔ میاں کو ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔غرض گھر ٹوٹتے ٹوٹتے بچا۔

دل میں بیعت کی خواہش موجزن تھی۔ دن رات ایک ہی فکر ہوتی کہ بس کسی طرح گھر والوں سے چھپ کر بیعت کر لی جائے۔ عورت ذات ہونے کے ناطے یہ کام ذرا مشکل تھا۔ کیونکہ شوہر بھی بہت مخالفت پر اتر آئے تھے۔ اس مشکل گھڑی میں ایک احمدی حضرت جو واقف کار تھے۔ ان کو فون کیا اور تمام روداد سنائی۔ اور ان سے بیعت کرنے کے بارے میں پوچھا۔ تو سب سے پہلی بات جو انہو ں نے مجھ سے کہی وہ یہ تھی کہ ہم نے(چندہ) تو آپ سے لینا ہی لینا ہے آپ کو دے تو کچھ

نہیں سکتے۔ اچھی طرح سوچ لیں بیعت کرنے سے پہلے۔ مجھے ان کا یہ کاروباری سا جواب سن کر بہت عجیب لگا۔ اس وقت جماعت احمدیہ کے لوگ تو میرے لۓ فرشتوں جیسے تھے سو زیادہ نہ سوچا اس بارے میں۔ بعد میں انہوں نے مجھ سے کہا ک آپ اپنا گھر بچائیں۔ اور اپنا ایمان ابھی ظاہر نہ کریں۔ خاموشی اختیار کریں۔ آپ کے لۓ یہ بہتر ہے۔ سو میں نے ایسا ہی کیا۔ ازاں بعد نہایت خشک اور سرد لہجہ اختیار کر لیا۔ جو میرے ایمان لانے سے پہلے بڑی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔جس سے دل کافی متاثر ہوا کرتا تھا۔ پھر مرزا مسرور احمد صاحب کو کافی خطوط لکھ ڈالے۔ جس میں اپنے تمام حالات و واقعات کا زکر کیا کرتی تھی۔ جن کے جواب میں صرف ایک بار جواب آیا۔ وہ بھی دو یا تین سطروں کا۔ میرا چھوٹا بھاۂ جو میرے ایمان کی تمام روداد سے واقف تھا اور مجھے کہا کرتا تھا کہ میرے لۓ بھی حضور سے دعا کروائیے گا۔ اور مجھ سے وقتاً فوقتاً جوابی خط کا پوچھتا رہتا تھا جسے میں یہ کہہ کر ٹال دیا کرتی تھی کہ اصل میں حضور بہت مصروف ہوتے ہیں جماعت کے دینی کاموں میں اس لۓ ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ بعد ازاں میں نے تنگ آکر خط لکھنا ترک کر دیا۔

پھر انہی مشکلات کے دور میں جب میں دن رات ایک ہی دعا کرتی کہ بس کسی طرح بیعت نصیب ہو جاۓ مرنے سے پہلے۔ ایک دن یوں ہی حضرت عبدالغفار جنبہؒ کا ایک خطبہ سنا۔ مصلح موعود کے بارے میں اتنے سخت الفاظ سن کر انتہاۂ غصہ آیامیں جو گھنٹوں بلا تکان تفسیرِ کبیر پڑھا کرتی تھی۔ اور نام نہاد مصلح موعود کے خدا کی طرف سے مامور ہونے کا صبح شام دم بھرتی تھی۔ اور اپنے بہن بھائیوں کو بھی تبلیغ کیا کرتی تھی۔ کہ دیکھو تم بھی تفسیرِ کبیر پڑھا کرو جوکہ ایک عظیم مصلح کا شاہکار ہے۔یہ تو بعد میں سوچا کہ آخر اس عظیم مصلح نے اصلاح کس چیز کی کرنی تھی اور ایسے کون سے غلط عقائد تھے جو خدا نخواستہ حضرت مسیح مو عود کی وفات کے فوراً بعد اور حضرت خلیفہ اوّل کے سنہری دورِ خلافت میں جبکہ ابھی تمام جیّد

صحابہ زندہ تھے پیدا ہو گۓ تھے۔ اور کیا اس مجددِ اعظم حضرت مرزا غلام احمد کی تجدید اتنی ہی ناقص اور نا مکمل تھی کہ چند سال بعد ہی کسی مصلح کی ضرور ت پڑ گئ۔ کیونکہ فرمان حضرت مسیح موعود کے مطابق مرسل یا مامور ضرورت حقہ کے ساتھ مبعوث کۓ جاتے ہیں۔ بلکہ جماعت احمدیہ جو ایک جسم کی طرح تھی اس میں فسادِ عظیم تو پیدا ہی مرزا محمود کی خلافت نے کیا اور حضور کی پیاری جماعت کو دو ٹکڑوں میں کاٹ ڈالا۔

تو میں بتا رہی تھی۔ کہ حضرت عبد الغفار جنبہؒ کا خطبہ سن کر جس میں انہوں نے مرزا محمود کے بارےمیں سخت الفاظ استعمال کیۓتھے۔ بہت سیخ پا ہو گئ۔ اور پکا ارادہ کیا کہ آئندہ کبھی نہیں سنوں گی۔ تو ایک دن روحانی خزائن کا مطالعہ کرتے ہوۓ حضرت مسیح موعود کی یہ تحریر سامنے آئی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جب ایک صدی گزر جاتی ہے۔ تو لوگوں میں سستی اور غفلت اور دین کی طرف سے لا پرواہی شروع ہو جاتی ہے۔ اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریاں اور عملی اور اعتقادی غلطیاں ان میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ زمانہ غفلت اور لاپرواہی کا خریف کے زمانہ سے مشابہ ہوتا ہے۔ اِس کے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اور یہ ربیع کا زمانہ ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے۔ جس کے لۓ **آنحضرتﷺ نے فرمایا ہے۔ "ہر صدی کے سر پراللہ تعالیٰ ایک مجدّد کو بھیج دیتا ہے۔ جو نئۓ سرے سےدین کو تازہ کرتا ہے۔" پس یہ مجدد کا اور اسلام کاتازہ بہ تازہ رہنا آنحضرتﷺ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اسی سے مذہب کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔**

یہاں حضرت مسیح موعودؑ نے جو دوسرے ربیع کے دور کا تذکرہ کیا ہے۔ اصل میں یہی قدرتِ ثانیہ تھی۔ جب ایک موعود مصلح نے حضرت مرزا غلام احمد کے لگ بھگ ایک صدی بعد ظہور فرمانا تھا اور خدا کے حکم سے اپنی ماموریت کا اعلان فرمانا تھا۔ اور اُس غلط عقیدہ اور دجالی نظام کی بیخ کنی کرنی تھی۔ نہ کہ مرزا محمود

صاحب کی طرح یہ کہنا تھا کہ مجھے ماموریت کا دعویٰ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ لوگ خود ہی پہچان لیں گے۔ اور اگر چارو نا چار اعلان کر ہی دیا۔ تو چند سال بعد ہی اپنی رگِ جان کٹوا بیٹھے۔ اور اپنے جھوٹا ہونے پر مہر ثبت کر دی۔ میرا یہاں جماعت احمدیہ سے سوال ہے۔ کہ جس طرح اللہ نے مرزا محمود صاحب کو ماموریت کے دعویٰ کے بعد پکڑا۔ اور قطع وتین کی۔ تو اگر حضرت عبدالغفار جنبہؑبھی اپنے دعاوی میں غلط ہیں۔ تو کیا خدا اب وہ اپنا وعدہ بھول چکا ہے۔ جو اس نے اپنی پیاری کتاب قرآن شریف میں فرمایا کہ"جو ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کرے گا۔ ہم اس کی رگِ جان کاٹ دیں گے۔" بےشک وہ خدا اپنے وعدوں کا سچا اور ایفا کرنے والا ہے۔

قارئینِ کرام! ہرباشعور انسان جانتا ہے۔ کہ وہ وقت جب کسی مرسل کی جماعت ابھی تُخم ریزی کے دور سے گزر رہی ہو۔ اور اس خدا کے مرسل پر ابھی بھاری ذمّے داریاں عائد ہوں۔ جس کے ساتھ زیادہ مددگار بھی نہ ہوں۔ تو اس کو شروع کے دور میں کیسی محنت درکار ہوتی ہے۔ اس کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑبھی دن رات تصنیف کے کام میں اور مختلف مناظرات کی تیاری میں ہمہ تن مصروف رہا کرتے تھے۔ جب خدا کا مرسل اکیلا میدان میں کھڑا ہو۔ اور ہر طرف سے دشمن کی تیغ و تلوار کا حملہ ہو رہا ہو۔ تو وہ کس طرح آرام کر سکتا ہے۔ اسے ہر دم ہر حملہ کے وار سے خدا کے دین کو بچانا ہوتا ہے۔ جس کے لۓ اسے اَن تھک تلوار چلانا ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں جب کوئ اپنی ذاتی داد رسی کے لۓ جاۓ۔ اور وہ خدا کا مرسل اس سخت دور میں بھی شفقت کے ساتھ تم پر نظر کرے۔ اور تمہارا دکھ درد بانٹے۔ تو یہ اس کی سچائ کی ایک بہت بڑی علامت ہے۔ جو میں نے حضرت عبدالغفار جنبہؑ میں شناخت کی۔

جب دل پسیجا تو alghulam.com پر حضور کے مضامین اور کتب کا مطالعہ کیا۔ اور خطبات سنے خصوصاً جو "virtue is God" کی تشریح میں حضور نے بیان فرمائے تھے۔ اور ساتھ اللہ سے حق کو پہچاننے کی توفیق طلب کرتی رہی۔ تو اللہ نے اپنے فضل سے حق کو شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ **جس طرح حضرت مسیح موعود کی سچائی کو اللہ نے میرے دل میں ڈالا بالکل اسی طرح حضرت عبد الغفار جنبہ علیہ السلام کی سچائی کو اللہ نے مجھ پر روشن کیا۔**

معزز قارئین ! جو لوگ اپنے ایمان کی وجہ سے مشکل حالات کی زد میں ہوں۔ اور تازہ تازہ ایمان کا مزہ چکھا ہو۔ اُن کی ایمانی حالت اُن لوگوں کی نسبت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جو پیدائشی مبائعین ہوں۔ میرے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کی پیاری جماعت کے لئے بڑا درد اور بے انتہا پیار ہے۔ انہوں نے اتنی عظیم تجدیدِ دین کی۔ اور اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ اس میں صرف کیا۔ **میں اپنے دل میں ایک جوش پاتی ہوں۔ کہ ان کی جماعت حق کی راہ کو پا لے۔ اور خدا کی ناراضگی مول نہ لیں۔ محض اس جوش اور محبت کی وجہ سے اپنی کہانی لکھ ڈالی۔**
خدارا میرے پیارے احمدی بہن بھائیو ! آپ نماز میں خصوصی دعائیں کرو گڑ گڑا کر کہ اے ہمارے ربّ ہم ایک اعلان کرنے والے کو سنتے ہیں۔ کہ جو تیری طرف سے مامور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر یہ سچا ہے۔ تو ہمیں صراطِ مستقیم عطا فرما دے۔ اور ضا لین ہونے سے بچا لے۔ اور ساتھ حضور کے مضامین اور ان کے خطبات اور ان کی کتاب virtue is God کا مطالعہ ضرور کیجیے۔ گو آپ کے دل میں کتنی ہی مخالفت کیوں نہ ہو۔ صرف حق کو پانے کی خاطر اور اپنا محاسبہ کرنے کے لئےکہ آیا میں جس راہ پر ہوں وہ ٹھیک ہے؟؟؟جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ "
جو بھی تقویٰ کیساتھ مصلح موعود کی پیشگوئی کو سمجھنے کی کوشش کرے گا۔ وہ ضرور حق کو پا لے گا۔ جیسا کہ حضرت

عبدالغفارؒ نے بہت کھول کھول کر واضح کیا ہے۔ اور انکار کی کوئی جگہ نہیں چھوڑی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ "سو یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ انسان جب خدا تعالیٰ کے واسطے کچھ چھوڑتا ہے۔ اور اپنے اوپر مشکلات برداشت کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا۔ اور خود اس کا مدد گار اور کار ساز ہو جاتا ہے۔ "

والسّلام
جماعت احمدیہ اصلاح پسند کی ایک خاتون ممبر